إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۵۲ ۔ مورخہ ۱۸ رجب ۱۳۵۳ھ ۔ یوم یکشنبہ ۔ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء ۔ جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۲۵ اکتوبر بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں:۔

باوجود عالت طبع کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶ اکتوبر طویل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں پولیس کے اس رویہ کی تعریف فرمائی۔ جو اس نے احراریوں کے جلسہ پر اختیار کیا۔ اور پھر بعض افسروں کے اس طریق عمل کو غیر منصفانہ ثابت کیا۔ جو انہوں نے جلسہ کے سلسلہ میں روا رکھا۔ مفصل خطبہ انشاء اللہ آئندہ شائع کیا جائے گا:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موعود بروز ایک ہی ہے

(فرمودہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

فرمایا "نیکوں کے بروز میں جو موعود ہے۔ وہ ایک ہی ہے یعنی مسیح موعود۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم سے نیکوں کا بروز۔ اور ضآلین سے عیسائیوں کا بروز اور مغضوب سے یہودیوں کا بروز مراد ہے اور یہ عالم بروزی صفت میں پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے پہلے نیک یا بد گزرے ہیں۔ ان کے رنگ اور صفات کے لوگ اب بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان اخلاق اور صفات کو ضائع نہیں کرتا۔ ان کے رنگ میں اور آجاتے ہیں۔ جب یہ امر ہے۔ تو ہمیں اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ابرار اور اغیار اپنے وقت پر ہوتے رہیں گے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک چلا جائے گا جب یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا۔ تو دنیا کا بھی خاتمہ ہے۔ لیکن وہ موعود جس کے سپرد عظیم الشان کام ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ کیونکہ جس کا وہ بروز ہے۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وہ بھی ایک ہی ہے"۔

(الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء)

احرار کانفرنس کے متعلق "زمیندار" کی غلط بیانیاں

(۱) قادیان میں احرار کانفرنس منعقد کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فتنہ پسندوں کو جس طرح ناکام و نامراد رکھا ہے۔ وہ نہایت ہی عبرتناک ہے۔ اب اس خفت کو مٹانے اور ندامت کو کم کرنے کے لئے اخبار "زمیندار" میں طرح طرح کی جھوٹی خبروں کو اشاعت دی جا رہی ہے۔ چنانچہ ۲۵ اکتوبر کے پرچہ میں لکھا ہے کہ "قادیانیوں نے جلسہ گاہ کے قریب باغ میں جو کنواں تھا۔ اسے بند کر کے مسلمانوں کو پانی سے بھی محروم کر دیا۔" حالانکہ یہ صریح غلط بیانی ہے۔ جلسہ گاہ کے گرد و نواح میں میل میل تک کسی احمدی کا کوئی باغ نہیں۔ البتہ تھوڑے فاصلہ پر ایک کنواں اراضیات کی آبپاشی کے لئے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ لیکن اس کے متعلق یہ کہنا کہ احراریوں کے جلسہ میں شریک ہونے والوں کو پانی سے محروم کرنے کے لئے بند کر دیا گیا۔ قطعاً غلط ہے۔ کوئیں کا چلانا یا نہ چلانا مزارعین کی اپنی ضرورت پر منحصر ہے۔ تاہم اگر احراری کہتے۔ کہ وہ جلسہ میں آنے والوں کے لئے پانی کا بھی انتظام نہیں کر سکتے۔ اور انہیں ضرورت ہے۔ کہ کنواں چلایا جائے۔ تو یقیناً ان کی یہ درخواست منظور کر لی جاتی۔ پھر بھی سٹیشن سے لے کر جلسہ گاہ تک راستہ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو کنوئیں آتے ہیں۔ ان میں سے بعض ان ایام میں چلتے رہے۔ اور جلسہ میں آنے والے بیچارے بھوکے پیاسے جوق در جوق ان کنوؤں سے اپنی پیاس بجھاتے رہے انہیں نہ صرف کسی نے روکا نہیں۔ بلکہ ان کے لئے ہر ممکن سہولت پیدا کی جاتی۔ پھر ان میں سے بعض لوگ حتیٰ کہ والنٹیر کھیتوں میں سے گنے توڑتے رہے۔ اور انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھنے والے موقع پر موجود ہوتے۔ لیکن باوجود اس کے کسی احمدی نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ اگر اس صریح چوری کے جرم میں انہیں گرفتار کرایا جا سکتا تھا۔ پس جب انہیں فصلوں کو نقصان پہنچانے سے نہیں روکا گیا۔ تو کنوئیں سے پانی پینے سے کیوں روکا جاتا۔ دراصل یہ "زمیندار" اور اس کے پست فطرت اور دروغگو نامہ نگاروں کی ذلیل ذہنیت کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

(۲) احراری جو بار بار اعلان کرتے رہے تھے۔ کہ ان کی کانفرنس میں ایک لاکھ تک لوگ شریک ہوں گے۔ کئی ایک سپیشل گاڑیاں آئیں گی۔ ہر جگہ کے لوگ بہت بڑی تعداد میں شریک ہوں گے۔ ان کے لئے اب مونہہ دکھانا مشکل ہو گیا ہے۔ کیونکہ جلسہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد کسی صورت اور کسی لحاظ سے بھی ۵۔۶ ہزار سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ سب سے زیادہ یقینی اور صحیح اندازہ ریلوے والوں کا ہو سکتا ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹکٹوں کے لحاظ سے ان کا اندازہ دو ہزار سات سو کا ہے۔ اتنی ہی تعداد اگر ارد گرد سے پیدل یا لاریوں پر آنے والوں کی سمجھ لی جائے۔ اور دوکانداروں وغیرہ کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو چھ ہزار انتہائی اندازہ ہے لیکن احراری اس تعداد کو نہایت ہی مبالغہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ دروغگو را حافظہ نباشد کے مصداق بن کر ایسے بیانات پیش کر رہے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ مثلاً "زمیندار" ۲۵ اکتوبر کے صفحہ ۲ پر لکھا گیا ہے۔ کہ "خدا کے فضل و کرم سے قادیان میں ساٹھ ہزار فرزندان توحید جمع ہیں۔ مگر اسی پرچہ کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے۔ "پچاس ہزار مسلمان جمع ہیں۔" گویا دس ہزار کی کمی خود ہی کر دی۔ پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے "ہندوستان کے ہر گوشہ سے مسلمانوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ اور مجمع چالیس ہزار کے قریب ہو گیا۔" گویا دس ہزار کی اور کمی کر دی گئی۔ لیکن یہی صداقت شعار اور حق گو اخبار اپنے ۲۴ اکتوبر کی اشاعت میں اعلان کر چکا ہے۔ کہ "پنڈال میں بیک وقت ۱۵ ہزار آدمی سما سکتے ہیں۔ اور سٹیج عین وسط میں واقع ہے۔"

قطع نظر اس کے کہ پنڈال کی وسعت کے متعلق بھی انتہائی مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ قابل غور سوال یہ ہے۔ کہ جب جلسہ گاہ میں پندرہ ہزار سے زیادہ نفوس کے داخل ہونے کی جگہ ہی نہیں تھی۔ تو ساٹھ ہزار میں سے باقی ۴۵ ہزار کہاں سر چھپاتے تھے۔ اور ان کے لئے جلسہ میں شریک ہونے کا کیا انتظام تھا۔ پھر ساٹھ ہزار سے پچاس ہزار، پچاس ہزار سے چالیس ہزار قرار دیتے ہوئے دس دس ہزار کی کمی کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ چونکہ احراریوں کو ہر رنگ میں بہت بڑی ناکامی ہوئی اس لئے وہ بوکھلا گئے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ اس طرح کھلی کھلی دروغگوئی سے کام لیں۔ وہ اور باتوں میں بھی قطعاً قابل اعتبار نہیں سمجھے جا سکتے۔

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ

۳۔۴ نومبر کو ہوگا۔ مرکز سے بہت سے مبلغ تشریف لائیں گے۔ بیرونجات سے آنے والے اصحاب کی رہائش اور خوراک کا انتظام بذمہ انجمن ہوگا۔ بستر ہمراہ لائیں۔

خاتم النبیین نمبر کے لئے جلد مضمون نظم و نثر ارسال فرمائیے

حسب معمول اب کے بھی "الفضل" کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس کے لئے بزرگان جماعت اور احباب کرام سے گزارش ہے۔ کہ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی اپنے مضامین نظم و نثر فوراً بھیج کر ممنون فرمائیں۔ اور اسے آخری اطلاع سمجھیں۔

اس دفعہ چونکہ پرچہ کا حجم سابقہ کی نسبت نصف ہوگا۔ اس لئے مضامین جامع اور مختصر تحریر فرمائے جائیں۔ اور خاص کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مقرر فرمودہ حسب ذیل عنوانوں پر خامہ فرسائی کی جائے۔

(۱) ازدواجی زندگی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ۔

(۲) تبلیغ حق کا فریضہ آپ نے کس طرح ادا فرمایا۔

اہل علم خواتین سے بھی مضامین کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ وہ فوری توجہ فرمائینگی۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا جواب محلہ دار الرحمت کے احباب کو

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کو انجمن احمدیہ محلہ دار الرحمت نے بذریعہ تار مبارکباد دی تھی۔ جس کے جواب میں حسب ذیل خط بذریعہ ہوائی ڈاک موصول ہوا ہے۔ "میری طرف سے تمام احباب دار الرحمت کا شکریہ ادا کر دیں۔ اور احباب کی خدمت میں میری طرف سے دعا کی درخواست کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے ہر حالت میں اپنی رضا کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین والسلام

خاکسار ظفر اللہ خان"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ رجب ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

احراریوں کے تبلیغی اقدام کی حقیقت

سیاسیات میں کلیتہً ناکام رہنے اور بے چارے مسلمانوں کی جانوں اور اموال کو بے دریغ ضائع کرنے کے بار کے نیچے سر تاپا دب جانے کے بعد احراریوں نے "تبلیغی اقدام" کا ڈھونگ رچایا ہے۔ اور محض یہ دیکھ کر اس میدان میں جا سر نکالا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ خدا تعالٰے کے فضل سے اسلام کی حفاظت اور تبلیغ میں روز بروز کامیابی حاصل کر رہی ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان اس کی تبلیغی کوششوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ احراریوں کے ایک لیڈر چودھری افضل حق صاحب نے "احرار کا تبلیغی اقدام" بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"قادیانی مشن کے فروغ کا باعث اس جماعت کی تبلیغی سرگرمیاں ہیں۔ برخلاف اس کے وہ مسلمان جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی نبی۔ اور نئی شریعت کے آنے کے قائل نہیں ہیں۔ وہ پراپگنڈہ کے فن سے محض ناواقف تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ اور ہندوستان کی غیر مسلم اقوام میں مرزائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں سے بھی بعض تعلیم یافتہ مسلمان مرعوب ہونے لگے"۔

احراریوں میں اگر عقل و فکر کا کچھ بھی مادہ ہوتا۔ اور وہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی غرض سے نہ سہی۔ جماعت احمدیہ کی یورپ اور ہندوستان کی غیر مسلم اقوام میں تبلیغی سرگرمیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہی اُٹھے تھے۔ تو انہیں چاہیئے تھا کہ ہندوستان اور یورپ کی غیر مسلم اقوام میں تبلیغ اسلام اس زور شور کے ساتھ شروع کر دیتے۔ کہ اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کی کوئی حقیقت نہ رہتی۔ اور اس طرح تعلیم یافتہ مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کی خدمات سے مرعوب ہونے سے بچا کر اپنی تبلیغی سرگرمیوں سے مرعوب کر لیتے۔ لیکن اس طرف انہوں نے رُخ بھی نہیں کیا۔ اور سارا زور جماعت احمدیہ کے خلاف صرف کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ نہ تو خود غیر مسلم اقوام میں تبلیغ اسلام کر سکتے ہیں۔ اور نہ یہ گوارا کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اس مقدس کام کو سر انجام دے۔ بلکہ ان کے "تبلیغی اقدام" کا واحد مقصد یہ ہے۔ کہ غیر مسلم اقوام میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ جو تبلیغ اسلام ہو رہی ہے۔ وہ رُک جائے۔

قطع نظر اس سے کہ جماعت احمدیہ کے عقائد کسی کے نزدیک درست ہیں۔ یا نہیں۔ ہر اس شخص کو جو مسلمان کہلاتا اور یہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کا اقرار کرنے والوں۔ قرآن کریم کو خدا تعالٰے کا کلام یقین کرنے والوں اور اسلام کو سچا مذہب سمجھنے والوں میں اضافہ ہو۔ غور کرنا چاہیئے۔ کہ احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف شور و شر پیدا کرنے کی بنیاد جس امر پر رکھی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ یورپ اور ہندوستان کی غیر مسلم اقوام میں تبلیغ اسلام نہ کر سکے کیونکہ اس طرح تعلیم یافتہ مسلمان مرعوب ہونے لگے ہیں۔ کہاں تک اپنے اندر معقولیت رکھتی ہے۔ اور جو لوگ یہ آڑ لے کر میدان میں نکلے ہیں۔ وہ کہاں تک اس قابل ہیں۔ کہ تعلیم یافتہ سنجیدہ مزاج۔ اور دور اندیش مسلمان انہیں مُونہہ لگائیں۔

اگر احراریوں میں تبلیغ اسلام کی قابلیت ہے۔ اور اشاعت اسلام کی سچی خواہش۔ تو انہیں کچھ کر کے دکھانا چاہیئے۔ غیر اقوام کو اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ان پر صداقت اسلام واضح کرنی چاہیئے۔ لیکن کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ احراریوں میں سے کوئی ایک شخص بھی تو ایسا نہیں۔ جسے غیر مسلم اقوام میں تبلیغ اسلام کرنے کا خیال تک ہو۔ یا جس میں اتنی جرأت پائی جائے۔ لیکن مقابلہ اس جماعت کے ساتھ کرنے کیلئے اٹھے ہیں جس کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق خود انہیں بھی اعتراف ہے۔ کہ وہ نہ صرف ہندوستان کی۔ بلکہ یورپ کی غیر مسلم اقوام تک وسعت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تبلیغ

چوہدری افضل حق صاحب کو جہاں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا بادل ناخواستہ ذکر کرنا پڑا ہے۔ وہاں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "مجلس احرار کے کارکن اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کئی صدیوں سے مسلمان اسلام کی ترقی اور تبلیغ کے متعلق شرمناک بے حسی کا ثبوت دے رہے ہیں دین فطرت ہماری اپنی غفلتوں کے باعث ابھی تمام دنیا کا مذہب نہیں بن سکا۔ دوسری صدی اسلامی ہی میں ہماری تبلیغی سپرٹ امراء کی عیش پسندیوں اور شہنشاہوں کی غفلتوں کے باعث فنا ہو گئی . . . . . . اب غفلت کی پٹی آنکھوں سے اتارنی ہے۔ اور تبلیغ کا بھولا ہوا سبق ازسرنو یاد کرنا ہے"۔

یہ اس بات کا کھلا کھلا اعتراف ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے تبلیغی سپرٹ آج سے نہیں۔ بلکہ صدیوں سے پہلے فنا ہو چکی ہے۔ اور احراریوں کو تبلیغ کا بھولا ہوا سبق ازسرنو یاد کرنا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ سبق یاد ہو گا کس طرح۔ معمولی سے معمولی کسی دُنیوی علم کے سبق کے لئے بھی جب استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو کیا دین ہی ایک ایسی ادنے چیز ہے۔ کہ اس کا سبق یاد کرنے کے لئے کسی استاد کی ضرورت نہیں۔ چودھری افضل حق صاحب کا دعوےٰ ہے۔ کہ مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ چودھری صاحب کو اگر مسلمانوں کے عقیدہ کا علم نہ ہو۔ یا ان لوگوں کے ساتھ متفق نہ ہوں۔ جن کی مذہبی راہنمائی کے وہ دعویدار بن کر کھڑے ہوئے ہیں۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ وہ مسلمان جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر زندہ سمجھتے ہیں۔ ان کی آمد کے بھی منتظر ہیں۔ اور اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اسرائیلی نبی کے آنے کے قائل ہیں اس لئے اگر چودھری صاحب کو دوسرے مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ تو وہ اس بات سے تو انکار نہیں کر سکتے۔ کہ مجدد دین کے آنے کے تمام مسلمان قائل ہیں۔ جو مسلمانوں کو دین کے متعلق بھولا ہوا سبق پڑھاتے رہے ہیں۔ پھر کیا احراریوں میں سے کسی کو یہ دعوےٰ ہے۔ کہ وہ مجدد کی حیثیت سے مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق پڑھانے کے لئے مبعوث ہوا ہے اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ وہ تبلیغ کا بھولا ہوا سبق یاد کر سکیں۔ کیا وہ لوگ یہ سبق پڑھائیں گے۔ جن کی زندگی کا ایک ایک ورق خلافِ اسلام حرکات سے سیاہ ہے۔ یا جن کے اعمال ننگِ اسلام ہیں۔ اور جن کا کام اپنی نفسانی اغراض کے لئے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا ہے۔

پس یہ ناممکن ہے۔ کہ احراری تبلیغ کا بھولا ہوا سبق خود یاد کر سکیں۔ یا دوسروں کو کرا سکیں۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ

ناواقف اور سیدھے سادے مسلمانوں کو کچھ عرصہ کے لئے ایسے رستہ پر ڈال دیں۔ جو ان کے لئے دینی اور دنیوی لحاظ سے تباہی و بربادی کا موجب ہو۔ اور احراری یہی کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ان کے اس وقت تک کے طرز عمل سے ثابت ہے۔

خدا کی شان بالفاظ خود "تبلیغ کے متعلق شرمناک بے حسی کا ثبوت" دینے کے بعد یہ کہنے والے کہ "تمام دنیا اسلام کے دروازہ پر کھڑی ہے۔ اگر ان کے داخلہ میں کوئی روکاوٹ ہے۔ تو خود مسلمان کا ایماد جود ہے" اس دعویٰ کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ

"مجلس احرار مسلمانوں کی اندرونی اور بیرونی کمزوریوں کو واضح کر کے ان کو اس قابل بنانا چاہتی ہے۔ کہ نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمان ہی دنیا کے راہ نما ہوں۔ تاآنکہ بتدریج وہ وقت آجائے۔ کہ ہر فرد بشر اسلام کا کلمہ پڑھنے لگے۔ اور دین فطرت کا دم بھرنے لگے"۔ لیکن ان کی ساری تگ و دو اور تمام اچھل کود صرف اس بات کے لئے وقف ہے۔ کہ مسلمانوں کی وہ جماعت جو بقول ان کے یورپ اور ہندوستان کی غیر مسلم اقوام میں بے مثال تبلیغی سرگرمیوں کا ثبوت پیش کر رہی ہے۔ اسے تبلیغ اسلام سے روک سکیں۔ اور اس کے رستہ کا روڑہ بن جائیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ میں تبلیغ اسلام کے متعلق فداکاری اور جاں نثاری کا جو جذبہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا کیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی روکاوٹ اور مشکل بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ کیا ان لوگوں کا شور و شر جن کے ماتھوں پر ہر اس مہم میں ہزیمت اٹھانے کے شرمناک داغ چمک رہے ہیں۔ جو آج تک انہوں نے شروع کی۔ اور جن کی پیٹھوں پر "مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کرنے والے بھگوڑے" کے الفاظ کندہ ہیں۔ اگر وہ اسلام کی کوئی خدمت کر سکتے اور کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ تو عملی طور پر کر کے دکھائیں۔ اس کے لئے بہت وسیع میدان پڑا ہے۔ خود مسلمان کہلانے والوں کی حالت نہایت ہی ابتر ہے۔ وہ اسلام کی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ علاقوں کے علاقے مسلمان کہلانے سے بھی دست بردار ہو کر آریوں یا عیسائیوں کے جال میں پھنس رہے ہیں۔ لیکن اگر اس بارے میں احراری کچھ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ خود اسلام کی حقیقی روح سے خالی اور اسلام کے فیوض سے محروم ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ ان کے دعوے خواہ وہ کتنے ہی بلند بانگ کیوں نہ ہوں۔ بالکل ہیچ ہیں۔ اور کوئی تعلیم یافتہ اور سمجھدار مسلمان ان کو کچھ بھی وقعت دینے اور ان کی وجہ سے احراریوں کے پھندے میں پھنسنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

پانسو علماء کا فتویٰ کدھر گیا

گاندھی جی نے جب اسمبلی اور کونسلوں کے بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ تو ان علماء نے جو مسلمانوں کو مذہبی طور پر تباہ کرنے کے بعد ان کے سیاسی راہ نما بنے ہوئے تھے۔ یہ فتویٰ دیدیا۔ کہ اسلام کے رو سے اسمبلی اور کونسلوں میں جانا قطعاً منع ہے۔ پھر ایک نہ دو بلکہ پانچ سو علماء کے دستخطوں اور مواہیر سے اسے مزین کر کے ہندوستان کے طول و عرض میں شائع کیا۔ لیکن آج یہی علماء اس لئے انتخابات کے متعلق مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑا رہے ہیں۔ کہ گاندھی جی نے داخلہ کی اجازت دیدی۔ اور علماء اپنے ڈھب کے ممبر بھیجنا چاہتے ہیں۔ اگر پبلک کا حافظہ کمزور نہ ہو۔ اور وہ گزشتہ واقعات کو جلدی بھول نہ جائے۔ تو ان لوگوں کو جو ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ نہ صرف خود رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ بلکہ اپنے ساتھ اسلام کو بھی بدل ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ قطعاً اس بات کی اجازت نہ دے۔ کہ وہ مسلمانوں کے لیڈر اور راہ نما کہلا سکیں۔

گاندھی جی سے نجات حاصل کرنے کی کوشش

گاندھی جی اب انہی لوگوں کے لئے جو انہیں دنیا کا سب سے بڑا روحانی انسان اور سیاست دان کہتے ہوئے نہیں تھکتے تھے۔ جس قدر بار خاطر بنے ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر طرف ان کے کانگرس سے کلیۃً علیحدہ ہو جانے پر زور دیا جا رہا ہے۔ اور بڑے وزنی دلائل پیش کئے جا رہے ہیں۔ مثلاً ایک اخبار لوگوں کی گاندھی جی سے حد سے بڑھی ہوئی محبت کو وجہ قرار دیتا ہوا لکھتا ہے۔

"مہاتما گاندھی کی بھگتی نے لوگوں کو اپنی عقل کا استعمال کرنے سے روکا ہی تھا۔ اب وہ انہیں ضمیر کی آواز دبانے پر بھی مجبور کر رہی ہے۔ اگر اب مہاتما گاندھی کانگرس کی راہ نمائی کریں۔ تو وہ فائدہ کی بجائے الٹے نقصان ہی پہنچائیں گے۔ اگر وہ کچھ عرصہ کے لئے کانگرس سے علیحدہ ہو جائیں۔ تو وہ لوگوں کی سوچنے کی طاقت کو حرکت میں لانے کا موجب ہونگے۔ لوگوں کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا آجائے گا"

لیکن اس کے مقابلہ میں ایک اور اخبار علیحدگی کی وجہ اس بغاوت کو قرار دیتا ہے۔ جو گاندھی جی کے خلاف کانگرس میں پائی جاتی ہے لکھتا ہے۔ کانگرس کے اندر ہی چند گروہ ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو مہاتما جی کے خیالات کے ساتھ متفق نہیں تازہ گروہ کانگرس کو مغربی رنگ میں ڈھالنا چاہتا ہے اور مہاتما گاندھی کانگرس کو مشرقی تہذیب کے سانچے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مہاتما گاندھی ایسے لوگوں سے بیزار ہو کر کانگرس کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور انہوں نے کانگرس سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے"

گویا گاندھی جی کی کانگرس سے علیحدگی کی دو متضاد وجوہات پیش کی جا رہی ہیں۔ ایک طرف تو یہ کہا جا رہا ہے کہ چونکہ لوگوں کو ان سے حد سے زیادہ محبت ہے۔ اور انہوں نے گاندھی جی پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی عقل اور ضمیر سے کام لینا چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے وہ علیحدہ ہو رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ سنایا جاتا ہے۔ کہ چونکہ کانگرس میں ان کے خلاف روز بروز مضبوط پارٹی بنتی جا رہی ہے۔ اس لئے مجبور ہیں۔ کہ الگ ہو جائیں۔ خواہ کوئی بات درست ہو اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ گاندھی جی سے ان کے دوست بھی اور مخالف بھی اکتا گئے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ ان سے نجات حاصل کریں۔

مملکت نظام اور ہندو

مملکت نظام میں ہندوؤں کو جس قدر آسانیاں اور سہولتیں میسر ہیں۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ اتنی ہندو ریاستوں میں بھی ان کو حاصل نہیں۔ اس کا تازہ ثبوت ہندو بیواؤں کی شادی کے متعلق وہ بل ہے۔ جو لیجسلیٹو کونسل میں کثرت آراء سے پاس ہوا ہے۔ اگرچہ خود بعض ہندو ممبروں نے اس کی مخالفت کی۔ اور کہا۔ کہ "شاستر و وید کے خلاف ہیں"۔ تاہم بل پاس ہو گیا۔ اور اس طرح ایک مسلمان مملکت میں ہندو بیواؤں کو وہ آزادی مل گئی۔ جو کئی ایک ہندو ریاستوں میں بھی ابھی تک انہیں حاصل نہیں ہے۔

حکومت نظام اگر چاہتی۔ تو اس معاملہ کو مذہبی جھگڑا سمجھ کر کوئی نئی تبدیلی نہ ہونے دیتی۔ اور ہندو دھرم کے سابقہ رواج اور رسم کو ہی جاری رکھتی۔ لیکن اس نے اصلاح پسند ہندوؤں کی قانون کے ذریعہ امداد کر کے ثابت کر دیا۔ کہ وہ رعایا کی جائز شکایات کو دور کرنے کی کس قدر

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

"پیغام صلح" کا کھلا کھلا بہتان اور افترا پردازی

ایک من گھڑت اور فرضی واقعہ

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ "الفضل" میں علماء کہلانے والوں کی فریضہ تبلیغ سے غفلت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا تھا۔ کہ وہ نہ صرف تبلیغ اسلام سے قطعاً غافل ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان کا کام صرف یہ رہ گیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جو تبلیغ اسلام کا فرض احسن طور پر ادا کر رہی ہے۔ اسے اسلام سے خارج کہتے رہیں۔ اور غیر مسلموں کو احمدیوں سے بہتر خیال کریں۔ اس پر اخبار "مدینہ" بجنور نے لکھا۔ کہ الفضل کو مولویوں پر یہ طعن کرنے کا کیا حق ہے۔ جبکہ وہ خود چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ اس کا جواب مدینہ کو دے دیا گیا۔ کہ ہم کبھی ان لوگوں کے رستہ میں حائل نہیں ہوئے جو غیر مسلموں کو مسلمان بنانے یا مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچانے کے دعویدار بنکر کھڑے ہوئے ہیں۔ مگر علماء کہلانے والے جماعت احمدیہ کی ان تبلیغی کوششوں میں بھی رخنہ اندازی سے باز نہیں رہتے۔ جو غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کے لئے کی جاتی ہیں۔ پھر اگر جماعت احمدیہ حقیقی مسلمان بننے کے لئے ضروری سمجھتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا جائے۔ تو دن رات مسلمان کہلانے والوں کو کفر کے گڑھے سے بچانے کی کوشش بھی کرتی رہتی ہے۔ نہ کہ علماء کی طرح کفر بازی کو اپنا مشغلہ سمجھتی ہے:

"پیغام صلح" کا اعتراض

اخبار "مدینہ" کی آڑ لے کر "پیغام صلح" بھی درمیان میں آکودا۔ چنانچہ اس نے لکھا:۔

"جناب خلیفہ قادیان نے خدا رسول اور حضرت مسیح موعودؑ کے احکام کی صریح خلاف ورزی کر کے جو مسئلہ تکفیر ایجاد کیا ہے۔ اس کی وجہ سے قادیانیوں کو اس قسم کی باتیں سننی پڑتی ہیں جن کا ان کے پاس بجز ندامت و خاموشی کے کوئی جواب نہیں:"

الفضل کا جواب

"پیغام صلح" کے اس اعتراض کے جواب میں اسے بتایا گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسئلہ تکفیر ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منکروں کے متعلق خود یہ فیصلہ فرما گئے ہیں۔ اور یہ ایسا فیصلہ ہے۔ کہ "پیغام صلح" کے اکابر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اسے مانتے رہے ہیں:

"پیغام صلح" کا عجز

اس کے متعلق "پیغام صلح" نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی بنا پر اپنے آپ کو گفتگو کرنے سے قاصر پا کر دوسری راہ اختیار کی ہے۔ اور لکھا ہے۔

"الفضل کو خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کی صاحبزادی یعنے جناب خلیفہ قادیان کی سالی کے نکاح کا واقعہ غالباً فراموش ہو گیا ہو گا۔ جو حضرت مسیح موعود کی اجازت سے ایک غیر از جماعت نوجوان سے کیا گیا تھا۔ اور خود حضرت مولانا نور الدین صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا تھا۔ اگر جناب خلیفہ قادیان اپنے حافظہ پر زور دیں۔ تو انہیں یاد آجائے گا۔ کہ ڈولی کو کندھا دینے والوں میں وہ خود بھی شامل تھے۔ ..... تحریروں کو تو قادیانی بدل سکتے ہیں۔ ان کی تاویلیں کر سکتے ہیں۔ ان کو منسوخ بھی قرار دے دیا کرتے ہیں۔ لیکن کیا واقعات میں تحریف کا فن بھی انہوں نے ایجاد کر لیا ہے۔"

اس کے ساتھ دوسری بات یہ لکھی ہے۔ کہ:۔

"ہمارے معاصر نے اس بات کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت لاہور کے اکابر مسئلہ تکفیر کے قائل اور اس کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اپنے اس دعوے کی تائید میں کوئی دلیل ہے تو وہ لائیے۔"

حضرت مسیح موعودؑ پر افترا

"پیغام صلح" نے جس نکاح کا ذکر کیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں نہیں ہوا۔ اور نہ اس کے کرنے کی کبھی آپ نے اجازت دی۔ "پیغام صلح" کی یہ صریح دھوکہ دہی اور غلط بیانی ہے۔ جو کئی بار غیر مبایعین کی طرف سے کی جا چکی ہے۔ اور کئی بار اس کی تردید بھی ہو چکی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نکاح کے اصل حالات سے واقف ہوتے ہوئے ہرگز اس کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا۔ کہ لڑکا غیر احمدی ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہا۔ کہ کیا ڈاکٹر صاحب کو معلوم نہیں۔ کہ غیر احمدی سے رشتہ ہم نے منع کیا ہوا ہے۔ حیرت ہے۔ کہ "پیغام صلح" نے کس دیدہ دلیری سے یہ لکھ دیا۔ کہ "اگر جناب خلیفہ قادیان اپنے حافظہ پر زور دیں۔ تو انہیں یاد آجائے گا۔ کہ ڈولی کو کندھا دینے والوں میں وہ خود بھی شامل تھے۔" بیچارا ایڈیٹر "پیغام صلح" تو ابھی کل شردھانند جی کے آشرم میں جہاں اس نے پریم چند کا چولا پہن رکھا تھا۔ آیا ہے۔ اس نے یہ جو کچھ لکھا ہے۔ دوسروں کے اور ممکن ہے مولوی محمد علی صاحب کے کہنے پر ہی لکھا ہے۔ اس لئے اس غلط بیانی کا بار انہی پر پڑتا ہے۔ حالانکہ خود مولوی صاحب کو مخاطب کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ لکھ چکے ہیں۔ کہ

"باقی رہا میری سالی کی شادی کا مسئلہ اس کی نسبت بھی مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ باوجود واقعات کے اظہار کے آپ (مولوی محمد علی صاحب) خلاف بیانی سے کام لیتے ہیں۔ مولوی صاحب میں بار بار بیان کر چکا ہوں۔ کہ میں ہرگز شادی میں شامل نہ تھا۔ نہ مجھے علم ہوا۔ کہ شادی ہونیوالی ہے۔ میں کہیں سفر پر گیا ہوا تھا۔ وہاں سے واپسی پر میں نے اچانک سنا۔ کہ شادی ہو گئی ہے۔ پس آپ اپنی جان پر رحم کر کے خدا کے خوف سے کام لیں۔ اور اس افتراء کی آئندہ اشاعت سے باز رہیں۔" (حقیقۃ الامر صفحہ ۱۹)

باوجود اس کے اگر "پیغام صلح" اس افترا پردازی سے باز نہیں آیا۔ تو ہم اس کے متعلق کیا کہہ سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

تعجب ہے۔ کہ اہل "پیغام" تنکے کا سہارا لے کر حق پوشی کی ناحق کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح ارشادات سے روگردانی کرتے ہوئے ذرا انہیں شرماتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد بار غیر مبہم اور واضح الفاظ میں احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کے ساتھ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور نے ۱۸۹۸ء میں ایک اشتہار "اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار" کے عنوان سے شائع کیا جس میں لکھا۔

"یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے ناممکن ہو گئے ہیں۔ جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔"

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حکم کہ احمدی لڑکی کا غیر احمدی سے رشتہ جائز نہیں۔

ایک شخص حافظ محمد بیٹے صاحب پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جرح کرتے ہوئے لکھا۔

"میاں محمد امین آپ کی قوم سے ہیں۔ اور حضرت صاحب کے مخلص ہیں۔ اور جہاں تک مجھے یقین وعلم ہے۔ آپ کی قوم سے کوئی بھی احمدی نہیں۔ اور حضرت صاحب کا صاف و صریح حکم ہے۔ کہ بدوں احمدی کے لڑکی کا رشتہ نہ کیا جائے اس لئے انسب یہی ہے۔ کہ آپ یہ رشتہ منظور کرلیں۔ نورالدین ۸ جون ۱۹۰۸ء"

اور دیکھئے جماعت بھیڈیار نے ایک اقرار نامہ لکھا۔ جس میں یہ تحریر تھا۔ کہ "ہم میں سے کوئی احمدی کسی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے گا۔ اور جو منگنی غیر احمدیوں سے ہو چکی ہے۔ وہ فسخ سمجھی جائے گی" حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق تحریر فرمایا۔

"جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہے۔" اخبار بدر جلد ۶ ۲۹

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے۔ بلکہ اس میں تو فائدہ ہے۔ کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو بے شک لو۔ لینے میں حرج نہیں۔ اور دینے میں گناہ ہے۔" (الحکم جلد ۱۱ ۱۳)

پس ان حوالجات سے صریح طور پر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی قطعاً ممانعت فرمائی ہے۔ کہ کسی احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کے ساتھ کیا جائے۔ مگر افسوس کہ غیر مبایعین کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

دوسری بات کا جواب

دوسری بات "پیغام صلح" نے یہ پیش کی ہے۔ کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ جماعت لاہور کے اکابر حضرت مسیح موعود کی زندگی میں مسئلہ تکفیر کے قائل تھے۔ اس کا جواب بارہا پہلے دیا جاچکا ہے۔ اور روز روشن کی طرح ثابت کر کے دکھایا جاچکا ہے کہ اکابر لاہور حضرت اقدس کی زندگی میں حضور علیہ السلام کو نبی مانتے رہے۔ بلکہ نبی کہتے رہے۔ اور ایمان وار بننے کے لئے آپ کو قبول کرنا ضروری قرار دیتے رہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز نمبر ۱ جلد ۵ میں ایمان حاصل کرنے کا ذریعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ضروری سوال یہ ہے۔ کہ ایسا ایمان کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب بھی آسان ہے۔ کہ اس کے حاصل کرنے کی وہی راہیں ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام نے بتائی ہیں۔ حضرت مسیح کے وقت کے یہودی اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی اور عیسائی بھی تو اپنے آپ کو ایمان دار ہی ظاہر کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کل کے لوگ اس بات کا کہہ دینا نہایت آسان سمجھتے ہیں۔"

ان الفاظ میں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننے والوں کو یہودی اور عیسائی قرار دیا ہے۔ اگر غیر مبایعین یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی کافر نہیں سمجھتے۔ تو بے شک یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو ان کے ساتھ مشابہت دینے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے حقیقی مسلمان نہیں۔ لیکن اگر یہودی اور عیسائی غیر مبایعین کے نزدیک کافر ہیں۔ تو پھر جن لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کی وجہ سے یہودی اور عیسائی قرار دیا گیا۔ ان کو بھی کافر ہی ٹھہرایا گیا ہے۔

پھر اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی مشابہت حضرت عیسیٰ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے دی گئی ہے۔ اور جس طرح پہلے انبیاء کا ماننا ایمان کے حصول کا ذریعہ تھا۔ بعینہٖ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کو حصول ایمان کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"طالبانِ حق کو ہم یہ خوشخبری سناتے ہیں۔ کہ ایسا ایک نشان نما اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں بھی مبعوث فرمایا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ہم اسی وقت ایمان کا دعوےٰ کرسکتے ہیں۔ جبکہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھ کر جو اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی ہستی پر کامل یقین رکھتے ہوں"۔

پس جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مامور نہیں مانتا۔ اور آپ پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ مومن نہیں کہلا سکتا یہ مولوی محمد علی صاحب کا بیان کردہ اصل ہے۔ اور اس سے غیر مبایعین کا مسئلہ تکفیر کا قائل ہونا ثابت ہے۔ مگر بالفاظ "پیغام صلح" "اگر کوئی شخص عین دوپہر کے وقت (جس کو وہ پہلے دیکھ چکا ہو۔ اور تسلیم بھی کرچکا ہو۔) اپنی آنکھ بند کرے۔ اور پکار پکار کر سورج کے وجود کا انکار شروع کر دے۔ تو اس کو کسی دلیل سے قائل نہیں کیا جاسکتا۔"

(ملک محمد عبداللہ مولوی فاضل)

شکاگو امریکہ میں سب سے پہلی مسجد احمدیہ

امریکن اخبارات میں احمدی مبلغ اور تبلیغِ اسلام کا ذکر

شکاگو ایوننگ امریکن ۲۳ اگست ۱۹۳۴ء نے جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے مبلغ اسلام کا فوٹو دیتے ہوئے لکھا۔

شکاگو کے مسلمانوں کے لئے کل ۵ بجے شب ۴۴۴۸ ایس واباش ایونیو میں صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ہیڈ آف دی احمدیہ مسلم مومنٹ امریکہ کی زیر نگرانی مسجد کا افتتاح ہوگا۔ افتتاحی میٹنگ پبلک ہوگی۔ جس میں چارلس الیٹ ویلر ہیڈ آف دی ورلڈ فیلوشپ آف فیتھ اور ڈاکٹر چارلس سیموئیل بریڈن آف نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی تقریریں کریں گے۔ ازاں بعد ہر روز اسلامی تعلیم کے مطابق اس میں پانچ نمازیں ادا ہوا کریں گی۔ کل کی تقریب پر ہر مذہب و ملت کے لوگوں نیز دوسرے شہروں سے مسلم ڈیلی گیٹوں کی شمولیت کی توقع ہے۔

ڈاکٹر بنگالی نے کہا۔ کہ شکاگو میں قریباً ۶ ہزار مسلمان ہیں۔ اسلام کو غلط طور پر "محمڈن ازم" کہا جاتا ہے۔ آپ یہاں اس مذہب کے مشنری ہیں۔ جو کل کی میٹنگ کے انچارج ہوں گے۔ اور اسلام کے اصول اور اعمال کی تشریح کریں گے۔

ڈیلی ٹائمز شکاگو ۲۱ اگست ۱۹۳۴ء صوفی صاحب کا فوٹو شائع کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ شکاگو کی پہلی مسجد کا افتتاح نوافل کے ساتھ جمعہ کی شب کو ہوگا۔ یہ مسجد ایک رہائشی مکان کو دوبارہ تعمیر کر کے اور مشرقی مساجد کے مطابق اس پر چھت ڈال کر بنائی گئی ہے۔ یہ مسجد مسلم مشنری صوفی ایم۔ آر بنگالی ایک سیاہ ریش اور سبز عمامہ پوش نوجوان کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ صوفی صاحب کا ہیڈ کوارٹر ۵۶ کانگرس سٹریٹ میں ہے۔ صوفی کے معنی ہیں جس نے پاکیزگی کو حاصل کر لیا۔ آپ گذشتہ ۹ سال سے اسلام کی احمدیہ موومنٹ کو چلا رہے ہیں۔ آپ کا بیان ہے۔ کہ شکاگو میں چھ ہزار مسلمان ہیں۔ جن میں سے بعض عیسائیت سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اس موومنٹ کا مقصد انسانیت کا ارتقا اور دنیا میں امن کا قیام ہے۔ اس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مجدد کل ادیان جو ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے کی یہی تعلیم ہے۔ صوفی صاحب نے بیان کیا۔ کہ اسلام کو غلط طور پر محمڈن ازم کہا جاتا ہے۔ اسلام کے معنی ہیں سلامتی اور کامل انقیاد۔ آپ نے بتلایا۔ کہ اگر امریکہ اسلام کی اقتصادی تعلیم پر عمل پیرا ہوتا۔ تو موجودہ بدحالی کبھی رونما نہ ہوتی۔ اسلام کا قانون وراثت، مزدور اور سرمایہ دار کے امتیاز سے دولت کے بعض ہاتھوں میں جمع ہو جانے کی ممانعت اور زکوٰۃ کا حکم ایسے امور ہیں۔ جن پر چلکر موجودہ اقتصادی مسائل باسانی حل ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ تمام انبیاء پر اللہ تعالےٰ کا کلام الفاظ میں نازل ہوا لیکن بدقسمتی سے بائیبل میں وہ الفاظ محفوظ نہیں۔ بائیبل کی تاریخ بتلاتی ہے۔ کہ موجودہ بائیبل کئی صدیاں بعد مختلف ذرائع سے حاصل کر کے ضبط تحریر میں لائی گئی۔ تاہم یہ نوجوان مشنری بائیبل سے اپنے پیغمبر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صداقت میں کئی پیشگوئیاں پیش کرتا ہے۔ شکاگو میں مسلمان پانچ وقت جنوب مشرق کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔

گوشوارہ کارگزاری جماعتہائے انصار اللہ بابت ماہ اگست ۳۷ء

اس ماہ میں ۶۰ جماعتوں نے باقاعدہ تبلیغ کا کام کر کے رپورٹ بھیجی ہے۔ اور کئی جماعتوں نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ماہ رواں کے اختتام پر رپورٹ بھیجیں گی۔ اور اب وہ منظم طریق پر تبلیغ کر رہی ہیں۔ انصار اللہ کی نئی جماعتیں بھی قائم ہوئی ہیں۔ اور باقاعدگی کے ساتھ لائحہ عمل انصار اللہ کے مطابق کام شروع کر دیا ہے۔ گو ایک حد تک بہت سی جماعتوں میں بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ لیکن یہ کام اس وقت تک تسلی بخش نہیں کہا جا سکتا۔ جب تک تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ منظم طریق پر تبلیغ میں مصروف نہ ہو جائیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ انصار اللہ کی جماعتوں میں وہ جوش و خروش پیدا ہو۔ جو اس تحریک کے شروع میں تھا۔ اور تمام انصار اللہ کی جماعتیں از سر نو منظم طریق پر تبلیغ شروع کر دیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

نام جماعت	حلقہ تبلیغ	تعداد انصار اللہ	تعلیمی اجتماع	افراد زیر تبلیغ	اشتہارات و پمفلٹ	پبلک جلسے و مناظرے	تعداد وفود	زیر تبلیغ دیہات	بیعت
قادیان	گذشتہ دو ماہ سے مقامی احراریوں نے بیرونی مخالفین کی شہ پر اپنے خطبہ ہائے جمعہ اور پبلک لیکچروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کرنے کی سعی شروع کر رکھی تھی۔ اس لئے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ۱۲ کامیاب جلسے ہو چکے ہیں۔ پورے ۴۰ کئے جائیں گے۔ ۵۰ انصار اللہ کو زیر رپورٹ ماہ میں تبلیغ کے لئے دیہات میں بھیجا گیا۔ خوش کن رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں۔								
بٹالہ	پنجاب	۸	۳	۰	۳۵	۰	۰	۰	۰
شاہجہان پور	یو۔پی	۷	۵	۲۴	۸۰	۰	۰	۰	۰
کریام	پنجاب	۱۶	۳	۲۵۰	۲۵۰	۲	۴	۸	۰
شوکت کلاں گجرات	〃	۶	۲	۴۰	۰	۰	۰	۵	۰
لکھنؤ	یو۔پی	۵	۱	۰	۰	۰	۰	۵	۰
سامانہ و پٹیالہ	پٹیالہ	۱۵	۲	۱۰۹	۶۲	۰	۰	۰	۰
بھوماں وڈالہ	پنجاب	۴	۰	۱۴	۰	۱	۰	۱	۰
ماہل پور	〃	۴	۰	۱۰۸	۳۶	۰	۰	۳	۰
احمدی پور	〃	۹	۲	۰	۴۰	۰	۰	۵	۰
گھٹیالیاں	〃	۲۱	۲	۲۰۳	۳۲	۳	۰	۵	۳
چک نمبر ۱۱-۳۰ ضلع منٹگمری	〃	۱۳	۲	۱۲۵	۱	۱	۱	۵	۰
پائل	〃	۵	۰	۱۳۲	۱۰۰	۱	۰	۲	۰
کریم پور	〃	۹	۳	۲۱	۳۰	۰	۰	۱	۰
سیالکوٹ	〃	۵۴	۶	۵۱۵	۱۲۵	۱	۲	۲	۰
مانگٹ و چابگریاں	〃	۳۴	۱	۰	۰	۰	۰	۲	۰
کلکتہ	بنگال	۱۵	۴	۳۰	۵۰	۴	۰	۱	۰
لائل پور	پنجاب	۱۸	۲	۶۱	۱۰۰	۱	۲	۲	۰
شاہدرہ	〃	۱۱	۰	۵۳	۵۰	۰	۰	۱	۰
دہلی	ہند	۱۶	۱	۷۳	۲۰۰۰	۲	۰	۱	۰
چک سمانی	پنجاب	۶	۱	۱۵	۰	۱	۰	۶	۰
پنڈی بھٹیاں	〃	۵	۰	۲۲	۴۵	۲	۷	۱۶	۰
سہارنپور	ہند	۰	۰	۰	۲۰۰	۰	۰	۰	۰
احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن فیروزپور	پنجاب	۹	۲	۰	۸۷۰	۰	۰	۰	۰
ڈسکہ	پنجاب	۱۶	۱	۳	۵	۱	۰	۰	۰
کلانور	〃	۱	۰	۳	۱	۰	۰	۶	۴
لاڑکانہ	سندھ	۱۶	۰	۱۳۰	۶۰	۱	۰	۱۳	۰
موسٰی والہ	پنجاب	۱۲	۰	۳۰	۰	۰	۰	۳	۰
میانوالی خانانوالی	〃	۱۰	۲	۲۹	۲۹	۰	۰	۲	۰
کوٹ باجوہ چک چودھریوالہ	〃	۴	۱	۷۴	۰	۱	۰	۲	۱
سیکری ضلع گورداسپور	〃	۲۱	۲	۷	۰	۰	۰	۵	۰
دیہہ ٹرک چک ۲۹	〃	۲	۰	۰	۰	۰	۰	۲	۰
کاٹھ گڑھ	〃	۱۷	۲	۴۰	۱۱۵	۴	۳	۴	۳۰
اٹھوال	〃	۲۰	۴	۸۵	۲۰	۰	۰	۱۰	۰
صالح نگر	یو۔پی	۱۰	۰	۵۷	۰	۰	۰	۴	۰
شملہ	پنجاب	۴	۴	۲۷	۱۵۰	۰	۰	۱	۰
محمود آباد فارم	سندھ	۸	۳	۴۳	۱۰	۰	۰	۱	۰
آئمہ	پنجاب	۱۵	۳	۳۹	۰	۰	۰	۵	۱
کوٹ کپورہ	〃	۴	۰	۰	۰	۰	۰	۵	۰
شاہ مسکین	〃	۸	۰	۲۵	۱۰۰	۱	۰	۴	۱
ملن ضلع فیروزپور	〃	۴	۴	۱۰	۱۲	۰	۰	۴	۰
فیروزپور شہر	〃	۱۰	۰	۰	۳	۰	۰	۵	۰
جہلم	〃	۱۴	۳	۷۰	۰	۰	۰	۳	۰
سارچور ضلع گورداسپور	〃	۳	۰	۳	۰	۰	۰	۱۴	۰
کاہنتھاں ضلع ہوشیارپور	〃	۹	۱	۵۶	۲۰	۰	۰	۴	۰
اجنالہ	〃	۳	۴	۵	۰	۰	۰	۳	۰
مانسہ پٹیالہ	〃	۵	۰	۱۴	۰	۰	۰	۲	۰
سنگرور	〃	۹	۲	۴	۰	۰	۰	۱	۰
پھیرو چیچی	〃	۳۳	۱	۲۰۰	۰	۰	۰	۷	۰
کڑیال	〃	۷	۴	۵۰۰	۰	۲	۰	۱۶	۰
سنور	〃	۱۲	۰	۳۶۳	۴۵	۱	۰	۵	۰
صریح و گوڑہ	〃	۱۰	۱	۱۶	۲۶	۲۱	۰	۱۰	۰
چارکوٹ	جموں	۹	۱	۰	۰	۱	۰	۶	۰
ڈنگہ	پنجاب	۳	۰	۰	۱۷۰	۰	۰	۰	۰
انبالہ شہر	〃	۱۱	۲	۲۶	۱۰۵	۰	۰	۵	۰
کوٹلی	جموں	۱۱	۳	۲۹	۵۵	۰	۰	۴	۰
مزنگ لاہور	پنجاب	۱۲	-	۲۹	۱۵	۰	۰	۲	۰
بھیرہ	〃	۲۰	۵	۱	۰	۰	۰	۱	۰
گوجرہ	〃	۱۰	۹	۰	۳۰	۰	۰	۰	۰
پٹیالہ	〃	۶	۲	۱۱۸	۶	۰	۰	۲	۰

ایک احمدی کا سفر کابل

دورانِ سفر کے دلچسپ حالات

سرحد ہند و افغانستان

حدود افغانستان میں داخل ہوتے ہی چند قدموں کے فاصلہ پر ہماری بائیں جانب مغرب کو تورخم پہاڑ کے دامن میں کچھ درخت نظر آئے۔ ایک پیٹرول کی دوکان نظر آئی۔ اس سے آگے ایک طرف ایک چھولداری نصب تھی۔ جس کے سامنے ایک چھپر تھا۔ اس کے باہر رنگ برنگ کاغذوں کی جھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ اور چھپر میں اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ اعلیٰ حضرت محمد ظاہر شاہ اور ان کے چچا والا حضرت سردار محمد ہاشم خان صاحب صدر اعظم کی تصاویر آویزاں تھیں۔ اور اس طرح جشن استقلال افغانستان کی خوشی کا اظہار ہو رہا تھا۔

سرحددار ایک افغان نوجوان تھے۔ جو مامور صاحب کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ افغانستان کے ہر سول عہدہ دار کو مامور کہتے ہیں۔ یہ ایک خلیق۔ خوش کلام اور مستعد نوجوان افسر تھا۔ ہم کو خندہ پیشانی سے ملا۔ کرسیوں پر بٹھایا۔ اور تربوز سے تواضع کی۔ ہمارے پاسپورٹ درج رجسٹر کئے۔ پھر آگے جانے کی اجازت دی۔ اور خود موٹروں تک ساتھ آئے۔

درہ خیبر کی خشک پہاڑیاں ہنوز سڑک کے دونوں طرف موجود تھیں۔ جن میں قوم شنواری آباد ہے۔ یہ راستہ دراصل قدرتی نالے نے پیدا کر رکھا ہے۔ اس میں سے سڑک بطرف ڈکہ جاتی ہے۔ ہم ڈکہ کی طرف بڑھے اور راستہ میں موقع بموقع افغان فوج کی چوکیاں نظر آئیں۔ حدود افغانستان میں اگرچہ صاف اور پختہ سڑک نہ تھی۔ تاہم ایسی بری بھی نہ تھی۔ کچھ دیر کے بعد سامنے ایک سفید عمارت نظر آئی۔ جو بنگلہ نما تھی۔ اور اس پر افغانی علم لہرا رہا تھا چونکہ ہماری رگوں میں بھی افغانی خون دوڑ رہا تھا۔ فطرتاً جوش اور مسرت محسوس ہونے لگی۔ یہ عمارت افسران سول و فوج کا قیام گاہ ہے۔ کوئی معزز مسافر یا سیاح بھی یہاں ایک کمرہ میں قیام کر سکتا ہے۔ نیز مسافروں کے پاسپورٹ بھی یہاں ملاحظہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ جسوقت ہم ڈکہ پہنچے۔ تو ہمارے پاسپورٹ یہاں بھی ملاحظہ ہو کر درج رجسٹر ہوئے۔ اسی جگہ گمرگ (افغان کسٹم ہوس) ہے۔ جس میں تمام مسافر لاریاں اور موٹریں داخل ہو کر قابل ٹیکس مال کا ٹیکس ادا کرتی ہیں۔ ہمارے سامان کا بھی معائنہ ہوا۔ اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔

ڈکہ چھاؤنی

مقام ڈکہ لب دریائے کابل واقع ہے۔ جس کے شمال میں اقوام مہمند کی پہاڑیاں ہیں۔ ان کے دامن میں خوانین مہمند کا مشہور گاؤں لعل پورہ ہے۔ اور مشرق میں اقوام شینواری اور شمالی کی پہاڑیاں ہیں۔ اور مغرب اور جنوب میں اقوام شینواری کا ملک ہے۔ امیر امان اللہ خاں کے آخری وقت اور بچہ سقہ کے زمانہ میں یہ اقوام باغی رہیں۔ انہوں نے جلال آباد اور ڈکہ کو لوٹا تھا۔ اور ملک کو خراب کر دیا تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ اور اس کے لائق بھائیوں کے حسن انتظام و حسن تدبر سے پورے وفادار ہیں۔ ڈکہ سے اب ایک نئی سڑک کابل کی طرف زیر تعمیر ہے جس پر عمدہ پل بن چکے ہیں۔ اور سڑک پختہ کی جا رہی ہے۔ مگر ہم پرانی سڑک پر آگے بڑھے۔ کیونکہ نئی سڑک پر ہنوز آمد و رفت جاری نہیں ہوئی۔ ڈکہ میں پلاؤ اور قورمہ اور مرغ کا سالن ہر وقت ارزاں نرخ پر طیار مل سکتا ہے۔ فرمائشی کھانا بہت جلدی پک سکتا ہے۔ یہاں لاری اور موٹر کا تیل بھی مل سکتا ہے تیل کا انتظام شرکت پطرول افغانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو ہندوستان سے ارزاں نرخ پر فروخت کرتی ہے۔

علاقہ ننگ نہار

یہاں سے آگے گردی نامی گاؤں تھا۔ جو خیبر کی پہاڑیوں سے آگے آباد ہے۔ اور اچھا بڑا گاؤں ہے۔ اور اس کی زمین آب دریائے کابل سے سیراب ہوتی ہے۔ اس سے آگے ہزارناؤ نامی گاؤں آیا۔ جہاں کے مشہور ڈاکو کبھی ضلع پشاور میں ڈاکے ڈالا کرتے تھے۔ اور سر جارج روس کیپل نے ان کی بیخ کنی کی تھی۔ یہ علاقہ ننگ نہار کے نام سے مشہور ہے۔ اور جلال آباد تک پھیلا ہوا ہے۔ یہاں سے آگے بڑھ کر باسول آیا۔ یہ ایک بڑا موضع ہے۔ اس کی زمین بھی دریائے کابل سے سیراب ہوتی ہے۔ یہاں دریائے کابل ایک پہاڑی درہ سے نکل کر میدان میں آتا ہے۔ یہاں سے آگے ہپی کوٹ کا عظیم الشان خطہ پر پھیلا ہوا گاؤں آیا۔ جس کے لب سڑک حضرت خواجہ موسےٰ کی زیارت ہے۔ جن کے بارہ میں عوام الناس کا خیال ہے۔ کہ وہ بچھوؤں اور سانپوں کے بادشاہ تھے۔ مشہور ہے۔ کہ ہر جمعرات کو وہاں زیارت پر سانپ آتے۔ اور روضہ پر سر دھر کر چلے جاتے ہیں۔ مگر ہم اس کی تحقیق نہ کر سکے۔ یہ زمین بھی آب دریائے کابل اور پہاڑی چشموں سے سیراب ہوتی ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر شیر شاہی کا علاقہ ہے۔ لب سڑک ایک بلند مقام پر افغانی چوکی ہے۔ جو نئی بنائی گئی ہے۔ یہاں سے آگے بڑھے تو سڑک نہایت بے آب و گیاہ زمین سے گذری۔ ہم نے جلال آباد کا رخ کیا۔ یہاں راستہ میں ایک گاؤں جانب شمال آیا۔ جس کے ایک گوشہ پر حضرت میاں علی کی زیارت ہے۔

جلال آباد

یہاں سے آگے بڑھے۔ تو عمدہ پل نظر آئے۔ اور سڑک کی حالت بھی زیادہ اچھی تھی۔ قریب پہنچے۔ تو شہر کی عظیم الشان مگر خام فصیل نظر آئی۔ جب شہر میں داخل ہوئے۔ تو معلوم ہوا شہر ویران ہے۔ جسے دوبارہ آباد کیا جا رہا ہے۔ ۱۹۲۸ء میں جب امیر امان اللہ خاں افغانستان سے بھاگ نکلے۔ اور بچہ سقہ نے کابل پر قبضہ کر لیا۔ تو یہ شہر شینواریوں اور آفریدیوں اور مہمندوں نے لوٹ کر جلا دیا تھا۔ یہاں کے شاہی باغات اور محلات کو بھی نقصان پہنچا۔ اور امیر حبیب اللہ خان کی قبر کے تعویذ کو بھی خراب کر دیا گیا۔

یہاں شہر سے باہر مختصر سا بازار ہے۔ جہاں چائے خورد و نوش کا سامان مل جاتا ہے۔ اور باغات دلپذیر گاہیں ہیں۔ اور بسبب سمت مشرقی کا دار الحکومت ہونے کے یہاں حاکم اعلےٰ گورنر جلال آباد رہتا ہے۔ افغانی افواج کی چھاؤنی ہے یہاں ایک برطانوی کونسل بھی رہتا ہے۔ یہاں لب سڑک متصل ایک عمدہ عمارت اور ایک خوبصورت باغ میں واقع ہے۔ اور اس کے بالمقابل وہ بڑا باغ ہے۔ جس کے اندر ایک سبز رنگ کا گنبد ہے۔ اور مسجد کے سامنے امیر حبیب اللہ خان کی قبر ہے۔ امیر متوفی اپنے کیمپ میں رات کے وقت فروری ۱۹۱۹ء کو پستول کی گولی سے قتل کئے گئے تھے۔

اسی مقام پر سردار نصر اللہ خان نے اپنے بھتیجے اور داماد سردار عنایت اللہ خان ولی عہد کا حق غصب کر کے اپنے امیر ہونے کا اعلان کیا تھا۔ مگر قدرت کو منظور نہ تھا۔ کہ یہ غاصب شخص افغانستان کا امیر بنے۔ امیر امان اللہ خان اس وقت کابل میں گورنر تھا جس نے اپنی امارت کا اعلان کر دیا۔ اور سردار نصر اللہ خان اور محمد حسین خان برگیڈیر کو جو اس وقت جلال آباد میں تھا۔ اور سردار نصر اللہ خان کی افواج کا کمانڈر انچیف بن گیا تھا۔ معزول کر کے کابل بلوایا۔ محمد حسین خان کو تو قتل کر دیا گیا۔ اور سردار نصر اللہ خان نظر بند کر دیا گیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد وہ قید خانہ میں ہی مار دیا گیا۔ اور ایسا گمنام دفن ہوا۔ کہ کابل میں آج اس کی قبر کو جاننے والے بہت کم لوگ ہیں۔

خاندان امیر عبد الرحمٰن کی تباہی کا بڑا سبب

امیر عبد الرحمٰن نے اپنے ایام حیات کے آخر میں حضرت شیخ عبد الرحمٰن صاحب احمدی کو قتل کرا دیا تھا۔ اور امیر حبیب اللہ خان نے اپنے استاد اور افغانستان کے ایک بے بدل اور لاثانی عالم حضرت سید عبد اللطیف صاحب احمدی ساکن خوست کو بتحریک ڈاکٹر عبد الغنی اور مولوی نجف علی ساکنان پنجاب

اور بہ ترغیب سردار نصر اللہ خان اور محمد حسین خان برگیڈیر جولائی ۱۹۰۳ء میں سنگسار کرا کے شہید کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود احمد جری اللہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں امیر حبیب اللہ خان اور ان کے ان اراکین کی تباہی کی خبر دی۔ جو آخر پوری ہوئی۔ امیر حبیب اللہ خان ناپاک الزامات کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ سردار نصر اللہ خان اور محمد حسین کیفر کردار کو پہنچے۔ اور ڈاکٹر عبدالغنی اپنے عہدہ سے معزول ہو کر سیاہ چاہ میں پڑا۔ اس کا جوان لڑکا کابل میں مارا گیا۔ اور اس کی بیوی کابل سے آتی ہوئی لنڈی کوتل کی سرائے میں فوت ہوئی۔ لنڈی کوتل کے انگریزی ملازموں نے کفن دفن کا انتظام کیا۔ مولوی نجف علی پر اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ کے زمانہ میں کفر اور رجم کا فتوے لگا۔ غرض خون ناحق مظلومان کابل نے رنگ دکھایا۔ اور خدا کے فرستادہ کی آہ نے ظالموں کو اپنی پاداش دلائی ؛

نہر سراج

جلال آباد سے جب ہم روانہ ہوئے تو تھوڑی دور جا کر سڑک کو دو شاخوں میں تقسیم شدہ پایا۔ یہاں دریائے کابل میں دریائے چترال آکر ملتا ہے۔ اسی کے قریب مقام سے نہر سراج امیر حبیب اللہ خان نے ہزار ہا روپے کی لاگت سے شروع کی تھی۔ مگر امیر امان اللہ خان کے آخری ایام تک پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔ آخر کار یہ سعادت اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ کے حصہ میں مقدر تھی۔ جنہوں نے اس کو مکمل کرا کر چالیس ہزار جریب کے قریب اراضی کو آبپاش کیا ؛

چار باغ

جلال آباد سے آگے ملک سرسبز اور شاداب ہے بڑے بڑے دیہات اور سرسبز باغات ہیں۔ اور کثرت سے اناج پیدا ہوتا ہے۔ چند میل کے فاصلہ پر موضع چار باغ آیا۔ جو خوب آباد ہے۔ یہاں گاؤں سے باہر حضرت صاحب چار باغ جنکو نقیب صاحب بھی کہتے ہیں۔ رہتے ہیں۔ یہ نقیب صاحب حضرت عبدالقادر گیلانی کی اولاد سے ہیں۔ اور سجادہ نشین ہیں۔ اور افغانستان شرقی اور علاقہ کابل میں ان کے کثرت سے مرید ہیں۔ افغان گورنمنٹ میں ان کی بڑی عزت ہے ؛

چار چشمہ

اس سے آگے بڑھے۔ تو سڑک سے جنوب کو نشیب میں چار چشمہ ہے۔ جہاں کا پانی بہت سرد اور مزیدار ہے۔ اور گاؤں خوب آباد ہے۔ چشموں کی طرف ایک راستہ جاتا ہے جس پر دونوں طرف سرو کے درختوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں ؛

سلطان پور اور فتح آباد

یہاں سے آگے بڑھے تو سلطان پور کا گاؤں آیا۔ اور زبان فارسی شروع ہوئی۔ اس طرف فارسی بولنے والے لوگ آباد ہیں۔ پانی کا رنگ سرخ ہے۔ اس سے اور آگے بڑھے تو سرخ چھیل آگیا۔ آخر پھر سبزا آیا۔ اور ایک بڑا گاؤں جسکو فتح آباد کہتے ہیں آیا یہاں بھی فارسی زبان ہے۔ یہاں ہم شب باش ہوئے ؛

وادی نملہ

یہاں سے آگے بڑھے۔ تو دوسرے دن صبح روانہ ہو کر نملہ کا رخ کیا۔ راستہ میں ایک سڑک زیری نامی مقام کو جاتی ہے۔ یہ علاقہ دانہ دار اور بیدانہ انار کے واسطے مشہور ہے۔ اور زیری ایام گرما میں حاکم اعلیٰ علاقہ جلال آباد۔ اور جلال آباد کا انگریزی کونسل بھی یہاں آجاتا ہے۔ ہم دائیں جانب آگے بڑھے۔ تو بعض مقامات پر بچہ سقہ کے زمانہ کے پلوں کو ٹوٹا ہوا پایا ؛

نملہ کا ہوٹل

چند میل آگے بڑھ کر وادی نملہ آئی۔ یہ ایک عمدہ اور سرسبز وادی ہے۔ اس میں ایک گاؤں نملہ نامی آباد ہے۔ یہاں کثرت سے باغات ہیں۔ اور یہاں کے انار بہت مشہور ہیں۔ اس گاؤں سے باہر ایک طرف ایک عظیم الشان قدیمی باغ ہے جس میں بڑے بڑے سرو کے درخت ہیں۔ تالاب ہیں۔ پھول ہیں۔ اس باغ میں ایک ہوٹل افغان گورنمنٹ نے بنا رکھا ہے۔ جس میں آنے جانے والے مسافر کو کم خرچ پر عمدہ کھانا عمدہ بستر اور اچھا مکان دیا جاتا ہے۔ جاتے ہوئے تو ہم گزر گئے۔ اور آتے ہوئے اس باغ میں داخل ہوئے

ہاشم خیل

یہاں سے ہم آگے بڑھے۔ تو موضع ہاشم خیل پہنچے۔ ایک پہاڑی نالہ کے کنارہ پر چند دوکانیں ہیں۔ یہاں صبح کی چائے پی۔ اور تھوڑا آرام کیا۔ کوہ سفید جو علاقہ ڈکہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور سرحدات تیراہ اور کرم ایجنسی کے واسطے دیوار کا کام دیتا جاتا ہے۔ اور افغانستان اور ان ممالک میں سد سکندر بنا ہوا ہے۔ یہاں بہت قریب آجاتا ہے۔ اور یہاں سے ایک دن میں ایک شخص پیادہ کرم ایجنسی کے صدر مقام پارہ چنار کو جا سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ کا ورود افغانستان

اعلیٰ حضرت محمد نادر خان یہاں سے تھوڑا آگے جا کر کرم ایجنسی میں سے ہو کر افغانستان میں علی خیل کے پاس داخل ہوئے تھے۔ اور وہیں قیام رکھا جب تک کہ والا حضرت محمد شاہ ولی خان نے کابل پر قبضہ کر لیا۔ اور بچہ سقہ کو بھاگ کر جان بچانی پڑی۔ کوہ سفید کی ایک بلند ترین چوٹی سکارام کے نام سے مشہور ہے۔ جو ایک نوکدار چوٹی ہے۔ اور دائمی طور پر برف سے ڈھکی رہتی ہے۔ اسی نسبت سے اس کو کوہ سفید کہتے ہیں۔ اس کے اندر جس قدر وادیاں ہیں۔ سب سرسبز ہیں۔ اسی پہاڑ کی وادیوں میں منگل اور جاجی اقوام کا مسکن ہے۔ اور اسی پہاڑ کے سلسلہ میں وادی کابل بھی واقع ہے ؛

گندملک

ہاشم خیل سے آگے گندملک کا گاؤں ہے۔ اور گندملک سے آگے بڑھ کر چند میل پر ایک وادی میں جس کے شمال مغرب کو بلند پہاڑ ہیں اور ان کے دامن میں رود سرخ بہ رہا ہے۔ پل رود سرخ سے آگے بڑھے تو ایک دوسری وادی میں داخل ہوئے جس میں لب نالہ کوہی ایک گاؤں آباد پایا جس کی آبادی معمولی تھی۔ اور اس گاؤں اور منزل کو کلالہ یا کلالی کہتے ہیں۔

جگدلک

یہاں سے آگے بڑھے تو کچھ میل مٹی کے تودوں سے ہو کر جگدلک کی وادی میں جا پہنچے۔ یہاں کھانا تیار کیا۔ اور معمولی اخراجات میں اچھا کھانا مل گیا۔ جگدلک کے قریب کان ہائے عقیق ہیں یہاں سے آگے بڑھے اور تودہ ہائے خاک میں چکر دار راستہ کاٹ کر فرمان بیگ نامی گاؤں کے پاس پہنچے جسکے چند دوکانیں اور مکانات لب سڑک واقع ہیں۔ یہاں سے شمال کی طرف دامن کوہ میں ایک سرسبز وادی میں سروبی کا موضع واقع ہے جہمیں حاکم رہتا ہے آگے کٹہ سنگ اور برکاؤ کے مواضع آئے۔

تیزن خاک جبار

برکاؤ سے آگے گذر کر تیزن کے مقام پر پہنچے۔ یہاں زبان پشتو کا خاتمہ ہوا۔ اور افغانوں کی آبادی شروع ہوئی۔ یہاں سے خاک جبار کے ٹیلے شروع ہوتے ہیں۔ جو بہت بلند اور وسیع قطعہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کہیں کہیں ان میں پہاڑیاں بھی ہیں۔ اور یہ سلسلہ کابل خورد پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ اور اسی کے درمیان خاک جبار کا موضع آجاتا ہے۔ یہ تودہ ہائے خاک مٹی ریت اور گول پتھروں کا مجموعہ ہے۔

معدنیات

افغانستان کے پہاڑ سونا چاندی۔ کوئلہ۔ پٹرول۔ تیل مٹی۔ لعل عقیق فیروزہ وغیرہ قیمتی معدنیات سے بھرپور ہیں۔ مگر اس وقت تک کوئی باقاعدہ محکمہ اس طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اگر افغان گورنمنٹ ممالک یورپ جرمنی یا امریکہ میں معدنیات کے کام کے واسطے نوجوان تیار کرے۔ تو ملک کی آمدنی میں بہت زیادتی کی توقع ہو سکتی ہے ؛

کابل خورد

خاک جبار سے گزر کر کابل خورد کی وادی میں داخل ہوئے اس کے چاروں طرف بلند پہاڑیاں ہیں۔ اور کوہ سفید قریب تر واقع ہے۔ کوہ سفید سے پانی کا نالہ آتا ہے۔ اور ایک میدان میں جمع ہوتا ہے جس کے سامنے ایک درہ میں امیر امان اللہ خان نے ایک بلند بند لگوا دیا تھا ؛

بت خاک

بند میں دو سوراخوں سے بڑی مقدار میں پانی نکل کر ایک نالہ بن جاتا ہے۔ جو وادی کابل کی طرف جاتا ہے۔ اور اس سے کئی گاؤں سیراب ہوتے ہیں۔ خصوصاً بت خاک اور کتہ خیل اور وہ بنز کے علاقے

قصبہ اوردی (بندیلکھنڈ) میں غیر احمدی علماء کا مناظرہ سے فرار

میاں محمد اشتیاق علی صاحب سکرٹری مسلم لائبریری قصبہ اوردی کا وہ مضمون جو اخبار النجم ۳ اگست ۱۹۳۴ء میں بعنوان "اوردی میں مناظرہ۔ قادیانیوں کی شکست" ڈسٹرکٹ بورڈ ہمیرپور پر قادیانیت پروری کا الزام شائع ہوا ہے۔ کس قدر واقعات کے خلاف اور سرتاپا لغویت کا پلندہ ہے۔ منصف طبائع پر رپورٹر کے صرف ایک جملہ پر نظر ڈالنے سے ہی ظاہر ہو سکتا ہے مثلاً عنوان تو یہ ہے۔ کہ اوردی میں مناظرہ اور قادیانیوں کی شکست مگر واقعات بیان کردہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ماسٹر نذیر محمد نے گفتگو سے انکار کر دیا۔ حاضرین میں سے ہر شخص کے مطالبہ پر بھی وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ اور کسی کی ایک نہ سنی۔ (گویا مناظرہ نہ ہوا) باوجود اس کے اوردی مسلم لائبریری کا سکرٹری اسی کو مناظرہ تصور کر کے اپنی مفروضہ فتح پر پھولا نہیں سماتا۔ اور نہیں جانتا کہ اہل علم کے نزدیک اس کی یہ مذبوحانہ حرکت ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

سکرٹری صاحب! آپ کی پبلک تھی۔ آپ کا جلسہ تھا آپ لوگوں کی اکثریت تھی۔ تین غریب الوطن احمدی اور ان کے نمائندہ مولوی غلام احمد صاحب کو بولنے سے بھی روک دینا اور بازاری آوازے کسنا۔ نیز ہر طرف سے شور و غل مچا دینا یہ بھی کوئی فتح ہے۔

سکرٹری صاحب یا ان کے مولوی صاحبان سے تو کیا امید۔ مگر میں اوردی کی پبلک کے حق پسند اصحاب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ محترمی ماسٹر محمد خانصاحب احمدی اور اور مولوی سلطان احمد صاحب دیوبندی کی کشتی دیکھنے تشریف لائے تھے یا احمدی اور غیر احمدی عقائد کی تحقیق کرنے پھر کیا وجہ ہے کہ جب ہم احمدیوں کی طرف سے مولوی غلام احمد صاحب مناظرہ کے لئے پیش کئے گئے۔ تو ان کے مولوی اس قدر مرعوب ہوئے۔ کہ گفتگو سے انکار کا فوراً یہ بہانہ بنا دیا کہ ہم ان حضرت سے ناواقف ہیں۔ حضرت ماسٹر نذیر محمد سے ہی مناظرہ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ جانتے تھے (اور ان سے کہہ بھی دیا گیا تھا۔ کہ کسی سرکاری ملازم کی پوزیشن کے خلاف ہے کہ وہ پبلک جلسہ میں بلا اجازت مناظرہ کرے۔ اس سے اس طرح آبرو محفوظ رہے گی۔

بہت کچھ کہا گیا کہ آپ احمدیہ عقائد کو پرکھیے۔ شوق سے اعتراض فرمائیے مجیب کے متعلق زید و بکر کی قید "بہانہ بسیار" کے مصداق ہے۔ جب آپ کو اختیار ہے کہ اپنی طرف سے جسے چاہیں مناظرہ کے لئے پیش کریں۔ تو ہمیں بھی حسب دلخواہ اپنا مناظر مقرر کرنے کی پوری آزادی ہے۔ مگر ایک نہ سنی۔ ممکن نہ تھا کہ یہ تلخ پیالہ پلاؤ کھانے والے منہ پی سکتے اور ان کے عقائد کی کمزوری انہیں احمدی مناظر کے مقابلہ کی جرأت دلاتی۔ آخر بجبر ہر طرف سے شور ڈال کر مولوی غلام احمد صاحب۔ کو بات کرنے سے روک دیا۔ تالیوں کی باڑھ اور سیٹیوں کی آواز سے جلسہ گاہ سر پر اٹھالی۔ مولوی صاحبان نے گلا پھاڑ پھاڑ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے خلاف نہایت گندے اور دل آزار الفاظ کے ساتھ چیخنا شروع کر دیا۔ تہذیب نے یہ منظر دیکھ کر اپنا منہہ چھپا لیا۔ شرم غیرت کے مارے سر پر پیر رکھ کر بھاگی۔ ہم تینوں احمدی چپ چاپ کھڑے ان مولویوں کی عجیب و غریب حرکات کا تماشہ دیکھ رہے تھے کہ انکی پارٹی نے ہمیں چاروں طرف گھیر لیا آخر انصاف پسند سامعین کو اس طرف توجہ دلائی گئی مگر دیوبندی مولوی صاحب فوراً گرج کر بولے۔ یہ کیا جانیں یہ سب بدھو ہیں۔ سبحان اللہ کیا دیوبندی تہذیب ہے۔ منصف مزاج حضرات غور فرمائیں۔ جو زبان اپنے لوگوں کو جن میں شرفاء و کلار اور تعلیم یافتہ اصحاب کی خاصی تعداد موجود تھی۔ "بدھو" جیسے غیر مہذب الفاظ کہنے کی عادی ہو۔ اس نے ہمارے متعلق کتنا کچھ زہر نہ اگلا ہوگا۔

آخر چند ایک حق پرست اصحاب سے یہ اسلام سوز منظر دیکھا نہ گیا۔ ان میں سے ایک بڑے میاں نہایت جوش سے اٹھے اور لوگوں کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔ شرم دلائی کہ مسلمان کہلا کر یہ حرکات۔ یہ بیچارے تین غریب احمدی تمہارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ کیا ان میں سے بھی کسی نے تالی بجائی۔ بازاری آوازے کسے۔ یہ ساری باتیں تمہاری ہی طرف سے عمل میں آئیں۔ ساتھ ہی اس کے سید عبد الماجد صاحب رئیس ہمیرپوری اور ان کے چند عزیز جو ہمارے ہم وطن اور نہایت شریف طبع بزرگ ہیں (اور جو حضرت مفتی صاحب حضرت میر درشاہ صاحب و میر قاسم علی صاحب کے ہمیرپور کے جلسوں میں خاص طور سے مداح تھے) ہماری حفاظت کے خیال سے ہم لوگوں کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔ اور آٹھ دس اصحاب کے حصار میں ہمیں اپنی جائے قیام تک بخیریت پہونچا دیا۔

دوسرے دن مولوی غلام احمد صاحب "مجاہد" چند تعلیم یافتہ اصحاب کی خواہش پر ان کے مکان میں احمدیت کے متعلق تبادلہ خیالات کر رہے تھے کہ مولوی سلطان احمد صاحب دیوبندی آدھمکے۔ لوگوں کو متاثر دیکھ کر حسب عادت فتنہ پیدا کر دیا۔ نہایت بداخلاقی اور دل آزاری سے بھرے ہوئے الزامات حضرت مسیح موعود پر لگائے۔ حوالہ طلب کرنے پر ایک مخالف کی کتاب پیش کر دی۔ مجاہد صاحب نے فرمایا۔ یہ ہمارے لئے حجت نہیں آپ اصلی کتاب پیش کریں ورنہ ہماری طرف سے ان لغویات کا یہی جواب ہے۔ کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ یہ سنتے ہی مولوی صاحب آپے سے باہر ہو گئے۔ جھٹ آستینیں چڑھا کر مجاہد صاحب کی کرسی کے قریب آ کودے۔ احباب نے مولوی صاحب کو فوراً مکان سے رخصت کر دیا۔ اس طرح ان کا فتنہ صرف دس منٹ تک ہی محدود رہا پھر باامن گفتگو شروع ہو گئی۔ ان تعلیم یافتہ دوستوں نے اپنی کچہری اور مقدمات کا حرج کر کے نہایت اطمینان کے ساتھ مجاہد صاحب کی گفتگو سنی۔ حوالے نوٹ کئے۔ اور تحقیق پر آمادگی ظاہر کی۔

مجاہد صاحب نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر مولوی صاحبان پر سکون مناظرہ کرنا چاہیں تو ہم ٹھہر سکتے ہیں۔ مگر کچھ جواب نہ ملا۔ اس لئے ۲ بجے کی گاڑی سے ہم لوگ کانپور چلے گئے۔

یہ ہیں وہ اصلی واقعات جن پر مولوی اشتیاق علی کو اپنی فرضی فتح پر ناز ہے۔ ہمیں ان کی خلاف بیانی کا شکوہ نہیں۔ کیونکہ انکی تحریر دراصل ان کے مولوی صاحبان کی آواز ہے۔ مگر سکرٹری صاحب مسلم لائبریری قصبہ اوردی جواب دیں۔ کہ کیا موجودہ فضاء کی نزاکت میں من حیث القوم مسلمانوں کی ملکی حقوق کے لئے جدوجہد اور ان کی سیاسی پامالی انہیں اس بات کی اجازت دیتی تھی۔ کہ وہ فرقہ بندی کی دشمنی کا غبار نکالنے کے لئے حکام کی چوکھٹ کا سہارا لیتے۔ اور النجم کا ایک پورا کالم اس مقصد ناجائز کے لئے سیاہ کر دیتے۔

براہ مہربانی اس سوال کے جواب پر اپنے پرغضب مولویوں کی رائے سے نہیں۔ بلکہ لیڈران قوم جناب حافظ ہدایت حسین صاحب بیرسٹر و سر محمد یعقوب صاحب وغیرہم جیسی ذمہ دار ہستیوں کی پالیسی کی روشنی میں ٹھنڈے دل سے غور کیجئے۔!!

میاں اشتیاق علی صاحب! آپ اپنے ان مولوی صاحبان پر واضح کردیں۔ کہ ڈسٹرکٹ بورڈ ایجوکیشن کمیٹی ہمیرپور بھی اسی گورنمنٹ برطانیہ کی ماتحت ہے۔ جس کے زیر سایہ ہر فرد کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور اس کا زبردست ہاتھ آپکے نفوس کو آپکے فتوئی جہاد سے اسی طرح محفوظ کئے ہوئے ہے جس طرح ۔ دیوبندیوں کو بریلی رضائیوں اور رضائیوں کو دیوبندیوں سے وغیرہ وغیرہ۔

خدا کے فضل سے ہمارے ضلع بورڈ کارکن تعلیم یافتہ اور ذاتی۔ داخلاقی طور پر بھی کٹھ ملاؤں کی طرح تنگ خیال اور مذہبی دیوانے نہیں۔ ان میں مذہبی رواداری موجود ہے۔ آپ کا ناواجب پروپیگنڈا انکی پالیسی میں تبدیلی نہیں کرا سکتا نہ ان پر آپ کی دھمکی کا کچھ اثر ہو سکتا ہے۔ اور نہ تنگ نگر ڈیکا کسی کی مذہبی دشمنی سے سیاسی حکام کو کیا مطلب آپ میں طاقت ہے۔ تو محترمی ماسٹر صاحب کو دلائل سے زیر کیجئے۔

ماسٹر صاحب قبلہ اسی امام آخر الزمان کی خاک پا ہیں۔ جسے قادر خدا نے جری اللہ کے خطاب سے مخاطب اور شہزادہ امن کے لقب سے ملقب کیا۔ اور جس کی شرائط بیعت میں سے ایک یہ بھی شرط ہے۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا ہمیرپور بورڈ کے حکام کو ماسٹر صاحب کے خلاف اکسانے پر یہی مثل صادق آتی ہے۔ کہ "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" پس اگر آپ میں جرات اور اپنی اعتقادی صداقت پر کچھ بھی دلیری ہے۔ تو تیار ہو جائیے اپنے دونو مولوی صاحبان مولوی سلطان احمد و مولوی صغیر احمد صاحب دیو بندیوں کو اسی غلام احمد پنجابی کے بالمقابل میدان مناظرہ میں لائیے۔ جو بزعم آپ کے مناظرہ کی تعریف بھی نہیں جانتا۔

انصاف پسند باشندگان قصبہ اورئی سے بھی پرزور اپیل ہے۔ کہ وہ ان دونوں دیوبندی مولوی صاحبان کو باقاعدہ مناظرہ کے لئے آمادہ کریں۔ اگر اس پر بھی سکرٹری مسلم لائبریری مولوی محمد اشتیاق علی صاحب قصبہ اورئی نے۔ اپنے مولوی صاحبان کو آمادہ نہ کیا۔ تو یہ ان کی ہزیمت کا کھلم کھلا ثبوت ہوگا۔

منتظر جواب

(خاکسار:۔ محمد نثار احمدی سوداگر راٹھ۔ ضلع ہمیرپور)

ضلع ہزارہ کے احمدی احباب کو اطلاع

برادر سید محمود صاحب آف ہیاں داکٹھا نے تقریباً نو ماہ ہوئے کراچی میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس کے بعد وہ باقاعدہ چندہ ادا کرتے رہے ہیں۔ اور تبلیغ احمدیت میں بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔ احباب انہیں اپنا احمدی بھائی سمجھیں۔

خاکسار:۔ اللہ داد سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ کراچی)

وصیتیں

نمبر ۱۸۰۱۳:۔ منکہ شیخ حسن ولد عبداللطیف صاحب مرحوم شیخ پیشہ تجارت عمر تخمیناً ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن یادگیر ضلع گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۶ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے (۱) مکان سکونہ پختہ دو منزلہ واقع تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ شریف ریاست حیدرآباد دکن قیمتی پانچہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۲) مکان کارخانہ پختہ ضلع گلبرگہ شریف ریاست حیدرآباد دکن قیمتی دس ہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۳) اراضیات تری وخشکی ضلع گلبرگہ شریف ریاست حیدرآباد دکن قیمتی پانچہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۴) مکان کارخانہ بیڑی واقعہ موضع چینتا کنڈ سمستان امرختہ محبوب نگر آٹھ ہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۵) مکان کارخانہ بیڑی موضع امرختہ سمستان امرختہ محبوب نگر تین ہزار روپیہ (۶) مکان کارخانہ موضع وڈماں علاقہ سمستان امرختہ ضلع محبوب نگر ریاست پانچہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۷) مکان کارخانہ انگور تعلقہ نلکنڈ ضلع محبوب نگر ریاست حیدرآباد دکن قیمتی پانچہزار روپیہ (۸) بنجکر تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ شریف ریاست حیدرآباد دکن۔ قیمتی دو ہزار روپیہ (۹) مکان واقعہ کوک کنڈ علاقہ سمستان ڈنیری ضلع محبوب نگر ریاست حیدرآباد دکن ایک سو روپیہ (۱۰) مکان ضلع ڈسٹرکٹ گھنوڑ صوبہ مدراس قیمتی پانسو روپیہ کلدار (۱۱) مکان دو منزلہ پختہ واقعہ قادیان شریف قریب مکان حضرت خلیفۃ المسیح اول رض چار ہزار آٹھ سو روپیہ کلدار (۱۲) مکان کارخانہ واقع محلہ پٹیلہ برج قریب بازار گھانسی اندرون بلدیہ حیدرآباد دکن سات ہزار روپیہ عثمانیہ (۱۳) سردست ماہوار آمدنی میری ذات کو کارخانجات سے مبلغ دو صد روپیہ عثمانیہ ہوتی ہے

میزان = سنتالیس ہزار ایک سو روپیہ عثمانیہ
میزان = پانچ ہزار تین سو روپیہ کلدار

ماسوا متذکرہ صدر جائداد کے میرے کارخانہ جات بیڑی میں رقم لگی ہوئی تقریباً ایک لاکھ روپیہ عثمانیہ ہے۔ لیکن بوجہ نقصانات کے ایک لاکھ کا قرض بھی ہے۔ اور تین سال میں تقریباً ۳ لاکھ کا نقصان ہو گیا ہے۔ اس لحاظ سے تجارت کی رقم وصیت میں محسوب نہیں کی گئی۔ اس لئے کہ وہ قرضہ کے مطابق ہے۔ پس میں یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مصرحہ صدر کے متعلق میرے مرنے کے بعد اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میں اپنی ماہوار آمدنی کے متعلق بھی دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

العبد: شیخ حسن احمدی۔ گواہ شد:۔ سید بشارت احمد احمدی جنرل سکرٹری حیدرآباد دکن۔ گواہ شد:۔ محمد عبدالحی احمدی ابن موصی۔ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل غوری داماد موصی گواہ شد: محمد اعظم برادر زادہ بیٹھ حسن موصی۔ گواہ شد:۔ محمد طیب برادر نسبتی موصی۔ گواہ شد: محمد اسمٰعیل مولوی فاضل داماد موصی۔

نمبر ۴۸۲۲۳:۔ منکہ شیخ احمد ولد چوہدری فضل دین صاحب مرحوم قوم راجپوت عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء سکنہ مراڑہ ڈاک خانہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۵ ۹/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ تنخواہ ماہوار تخمیناً دو سو بیس روپے ۲۲۰/- اس کا ۱/۱۰ حصہ۔ اراضی بعیہ تخمیناً (چھ صد روپیہ) مکانات دو عدد پختہ و خام واقعہ ظفروال ضلع سیالکوٹ مالیتی تخمیناً ۲۳۰۰/- روپیہ کل مالیتی ۲۹۰۰/- روپیہ ان سب کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرا دوں گا۔ اور میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔

العبد:۔ شیخ احمد احمدی کلرک گورنمنٹ آف انڈیا شملہ بقلم خود گواہ شد:۔ ولی داد خان احمدی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن ظفروال سکنہ مراڑہ بقلم خود۔

نمبر ۴۸۰۲۴:۔ منکہ نبی احمد ولد چوہدری غلام مرتضیٰ قوم جٹ کاہلواں پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۵/۱۴ ڈاک خانہ جھانیہ تحصیل خانیوال ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۰ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ ماہوار تنخواہ پچیس روپے ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد مجھے اللہ تعالیٰ دے۔ یا خود پیدا کروں۔ یا ورثہ میں ملے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ نبی احمد بقلم خود۔ گواہ شد عبدالرحمن قادیانی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ غلام احمد برادر حقیقی مینجر احمد آباد سٹیٹ سندھ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی نے ۲۳ اکتوبر کانگرس کی سبجیکٹس کمیٹی میں کانگرس سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اور کہا کہ میری علیحدگی یقینی ہے۔ اگر میری پیش کردہ ترامیم منظور کر لی جائیں۔ تب بھی میں شامل نہیں رہ سکتا۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں کانگرس کے لئے بوجھ ہوں۔ اور یہ میری وجہ سے دبی رہتی اور بناوٹی انجمن بن کر رہ گئی ہے۔ آپ نے ہندی میں تقریر کی۔ اس پر کہا گیا۔ کہ انگریزی میں تقریر کریں۔ آپ نے کہا یہ خواہش میری علیحدگی کے لئے کافی ہے۔ اس پر کہا گیا۔ کہ ہم اس لئے آپ کو رکھنا چاہتے ہیں کہ ہمیں ہندی سکھائیں آپ نے کہا۔ جو استاد پندرہ برس میں نہیں سکھا سکا۔ اسے ضرور بدل دینا چاہیئے۔ مالویہ جی نے اپیل کی کہ آپ علیحدہ نہ ہوں۔ اور یہاں تک کہدیا۔ کہ علیحدگی کی صورت میں آپ میدان جنگ سے بھاگنے والا کمانڈر سمجھے جائیں گے۔ مگر ان پر کسی بات کا اثر نہ ہوا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ابوالکلام آزاد اور عبد الغفار خاں بھی علیحدہ ہو جائیں گے۔

پنڈت مالوی نے ۲۳ اکتوبر سبجیکٹس کمیٹی میں کمیونل ایوارڈ کے متعلق قرارداد میں یہ ترمیم پیش کی۔ کہ اسے نامنظور کر دیا جائے۔ آپ نے ایک طویل تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ اسے نامنظور کر کے کانگرس اپنی روایات پر پانی پھیر رہی ہے۔ مسٹر اینے نے بھی تقریر کی۔ لیکن ۱۲۶ میں سے صرف ۱۲ ووٹ ان کو ملے۔ اس سے اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ کھلے اجلاس میں بھی ان کو شکست ہو گی۔

برار سوشلسٹ کانفرنس کے آرگنائزر نے ۲۳ اکتوبر کو بمبئی میں کانگرس ڈیلی گیٹوں میں ایک پمفلٹ تقسیم کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ کانگرس کے کانسٹی ٹیوشن میں گاندھی جی جو تجاویز پیش کر رہے ہیں۔ وہ فضول اور غیر سیاسی ہیں۔ اور انہیں منظور کرنا اپنے آپ کو پاگل بنانا ہے۔ وہ الگ ہوتے ہیں تو ہونے دو۔

ڈاکٹر کچلو کے متعلق ۲۳ اکتوبر کی خبر ہے۔ کہ آپ امرتسر سے لاہور منتقل ہو گئے ہیں۔ جہاں ہائی کورٹ میں پریکٹس کریں گے۔

کمال پاشا کے متعلق استنبول سے آمدہ ایک خبر مظہر ہے۔ کہ آپ اپنے پانچ سالہ اقتصادی پروگرام کی جانچ اور نگرانی کے لئے ایک لمبے دورہ پر جا رہے ہیں اور تمام سلطنت میں گشت کریں گے۔ اس سفر کے لئے پانچ ڈبوں پر مشتمل ایک سپیشل ٹرین تیار ہو رہی ہے۔ جو اس ٹرین سے زیادہ شاندار ہو گی۔ جو دربار دہلی کے موقعہ پر شاہ جارج پنجم اور ان کی ملکہ کے لئے تیار ہوئی تھی۔

لارڈ لنلتھگو وزیر فضا نے لندن میں ۲۳ اکتوبر کو ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان کی مجوزہ آئینی اصلاحات پر بحث سیلیکٹ کمیٹی رپورٹ کی اشاعت تک ملتوی رکھی جانی چاہیئے۔ اس کمیٹی کی سفارشات برطانوی قوم کی تدریجی ترقی کی روایات کے مطابق ہوں گی۔

میڈرڈ سے ۲۲ اکتوبر کی خبر مظہر ہے۔ کہ لوگرو میں ایک فوجی دستہ مارچ کر رہا تھا۔ کہ زبردست دھماکہ کے ساتھ سڑک بھک سے اڑ گئی۔ ۳۲ فوجی ہلاک اور بہت سے گھائل مجروح ہوئے۔ یہ حادثہ اس وجہ سے ہوا۔ کہ باغیوں نے سڑک پر ڈائنامیٹ لگا رکھا تھا۔

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس پنجاب کا اجلاس ۲۵ نومبر کو امرتسر میں منعقد ہونے کا فیصلہ ہو گیا۔ تجاویز ۱۵ نومبر تک سکرٹری کے پاس ۱۸ ٹمپل روڈ لاہور کے پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں۔

حکومت مدراس نے ۲۳ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق اعلان کیا ہے۔ کہ کوچین اور کالی کٹ کے علاقہ میں پلیگ پھیل رہی ہے۔ اور آبادی سخت خطرہ میں ہے۔

ناہن (ریاست سرمور) کے قریب واقع ایک گاؤں میں ۲۲ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ایک آٹھ سالہ لڑکی کو بچہ پیدا ہوا ہے۔

ہندو مہا سبھا کالج امرتسر میں ۲۲ اکتوبر کو کمیونل ایوارڈ پر دلچسپ مناظرہ ہوا۔ پروفیسر وریام سنگھ نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ کہ کمیونل ایوارڈ بہت اچھا تحفہ ہے۔ اور سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ مشترکہ انتخاب کے معنی برہمن راج ہیں۔ مشترکہ انتخاب سے تمام اقلیتوں کے حقوق کچلے جائینگے۔ ہندو یا تو یہ کہیں۔ کہ وہ جمہوریت کے خلاف ہیں۔ اور یا پنجاب و بنگال میں مسلم اکثریت پر کوئی اعتراض نہ کریں۔

سر سکندر حیات خاں کے متعلق لاہور سے ۲۴ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ آپ کو ریزرو بنک آف انڈیا کا ڈپٹی گورنر بنا دیا گیا ہے۔ عنقریب اس کے متعلق سرکاری اعلان ہونے والا ہے۔

کانگرس پنڈال کے قریب ۲۲ اکتوبر کو ایک پٹاخے بنانے والے کارخانہ میں ایک پٹاخہ پھٹنے سے زور کا دھماکہ ہوا۔ جس سے ایک شخص ہلاک اور نو مجروح ہو گئے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بہت سے اشخاص ابھی ملبہ کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔

کانگرس ورکنگ کمیٹی نے ۲۴ اکتوبر کو فیصلہ کیا ہے۔ کہ مئی ۱۹۳۵ء سے موجودہ پارلیمنٹری بورڈ کو بدل دیا جائے۔ اور ہر سال سالانہ اجلاس کے موقعہ پر ۲۵ ممبروں پر مشتمل نیا بورڈ قائم ہوا کرے۔

برطانوی ہواباز سکاٹ اور بلیک ہوائی دوڑ میں اول آئے ہیں۔ انہوں نے ۷۱ گھنٹوں میں ۱۱۳۲۳ میل کا سفر کیا۔ اور اس عرصہ میں بالکل نہیں سوئے۔ ملکہ اور ملک معظم نے انہیں مبارکباد کے تار ارسال کئے ہیں۔

سر فضل حسین ۲۴ اکتوبر لاہور سے واپس دہلی چلے گئے۔

گورنمنٹ بلجیم نے برسلز سے ۲۴ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق چھوٹے چھوٹے صناعوں اور کاریگروں کو امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور انہیں کاروبار چلانے کے لئے پانچ کروڑ فرانک قرض دیا جانا منظور کیا ہے۔

لاہور الیکٹرک سپلائی کمپنی کے نرخوں کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے ایک بورڈ مقرر کیا تھا۔ اس کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے یکم نومبر سے شرح کم کر دی ہے۔ آئندہ عام شرح پانچ آنہ ۹ پائی فی یونٹ ہو گی۔

اسمبلی کے انتخابات میں مسلم کانفرنس کے ٹکٹ پر جو امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ ان میں سے دس بلا مقابلہ منتخب ہو چکے ہیں۔

شہید گنج لاہور کی تیس لاکھ کی جائداد کے متعلق عرصہ سے سکھوں کی دو پارٹیوں میں مقدمہ چل رہا تھا ۲۳ اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ ہائی کورٹ نے گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔

تاجدار افغانستان کے متعلق کابل کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ انہوں نے یوم نجات پر ایک تقریر کی جس میں بیان کیا۔ کہ میں اس مبارک موقعہ پر افغانستان کی مطیع و منقاد اور وفا شعار رعایا کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس پانچ سال کی مدت میں افغانستان میں زندگی اور ارتقاء کے نئے آثار پائے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں ملک کے ہر فرد کو تشکر و امتنان سے سجدہ ریز پاتا ہوں اور ملک میں امن و امان کا دور دورہ ہے۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی